تحریک آزادی نسواں اور مصر

جمیلہ شوکت

اسلام نے عورت کو جو رفعت عطا کی ہے اس کی نظیر دنیا کی قدیم و جدید تہذیبیں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مسلمانوں کے دور عروج میں طبقہ اناث کو اس کے جائز حقوق دئے گئے اور معاشرہ میں اس طبقہ کی اہمیت و حیثیت کو تسلیم کیا گیا۔ لیکن جب مسلمانوں پر فکری و علمی ادبار چھایا اور دین سے ان کا تعلق محض واجبی سا رہ گیا تو اسلامی معاشرہ میں بے شمار برائیوں اور خرابیوں نے جنم لیا۔ اس فکری انحطاط کا اثر طبقہ نسواں پر بھی پڑا۔ دوسری طرف اقوام یورپ ترقی کی منازل بڑی سرعت سے طے کر رہی تھیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ استعماری طاقتوں نے مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لئے اس صورت حال سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور مسلم ممالک میں اثر و نفوذ بڑھانے کی خاطر مختلف حیلے بہانوں سے سیاسی، معاشی فکری و ثقافتی فتوحات حاصل کیں۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے بیشتر علاقے اهل یورپ کے قبضے میں چلے گئے تھے جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی افکار و تصورات نے اسلامی معاشرہ میں راہ پائی۔ مغرب کے جدید تصورات سے آزادی نسواں کا جدید تصور بھی مسلم ممالک میں آیا۔ ترکی سب سے پہلے تجدد کے راستے پر گامزن ہوا اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے مسلم ممالک بھی تجدد کے اس طوفان میں بہہ گئے۔

مصر اپنے جغرافیائی محل وقوع اور بعض دوسرے وجوہ و اسباب کی بنا پر تجدد کے اس سیلاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ حتی کہ بعض اهل فکر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''مصر کو مشرق کا ایک حصہ اور مصری فکر کو ہندوستان

یا چین کی طرح مشرقی فکر کہنا نادانی ہے،،(۱) ۔ ایک اور مصری مفکر جو مغربیت سے بہت زیادہ مرعوب ہے کہتا سنائی دیتا ہے ''أنا کافر بالشرق و مؤمن بالغرب،'(۲) ۔ مصر میں آزادی نسواں کے تصور کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اور عورت کی آزادی اور اس کے حقوق کی حفاظت کے لئے ملک کے مختلف گوشوں سے آوازیں بلند ہوئیں۔ مصر کا وہ طبقہ جو مغرب کی مادی ترقیوں اور اس کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب تھا یہ سمجھنے لگا کہ معاشرہ صرف اسی صورت میں صحیح خطوط پر چل سکتا ہے کہ مصری عورت یورپی عورت کے ہم پلہ بنے اور اسے بھی وھی حقوق حاصل ہوں جو مردوں کو حاصل ھیں۔ مصری معاشرہ میں ان بے باکانہ افکار و خیالات کا رد عمل ھوا اور مسلمانوں میں سے ایک دوسرے فریق نے عورت کی بے لگام آزادی کو ناپسند کیا اور ایسی کوششوں کو الحاد اور لادینیت کا نتیجہ قرار دیا۔ ان دونوں نظریات کے حامل اھل علم حضرات نے اپنے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے کتب تالیف کیں اور دینی ادبی اور علمی رسائل میں بھی یہ بحث ہوتی رہی۔

۱۷۹۸ء میں جب نپولین مصر پر حملہ آور ھوا اس وقت مصر کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ غربت و افلاس اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ علمی اعتبار سے نپولین کا یہ حملہ اھل مصر کے لئے فال نیک سمجھا گیا۔ جیسا کہ محمد رفعت کہتے ھیں بأن حملة نابلیون علی مصر کانت علمیة اکثر منها حربية(۳)۔ نپولین کی مختصر مدت اقامت سے مصر کا روشن خیال طبقہ بہت زیادہ متاثر ھوا اور اس کے اندر اپنے حقوق کی بازیابی کا جذبہ پیدا ھوا۔ جب محمد علی(۴) ۱۸۰۵ء میں برسراقتدار آیا تو اس نے زندگی کے مختلف شعبوں کو مغربی طرز پر منظم کیا اس نے غیر ملکی ماھرین کی خدمات حاصل کیں جس سے مغربی اثرات مصر میں شدت کے ساتھ داخل ہوئے۔ محمد علی نے عورتوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دی اور دیگر معاشرتی اصلاحات کیں۔ اس کے بعد رفاعه الطهطاوی(۵)

نے عورتوں کی تعلیم کے لئے آواز بلند کی لیکن محمد علی اور رفاعہ کی کوششیں زیادہ بارآور نہ ہوسکیں۔

۱۸۵۶ء میں عیسائی مبلغین نے مصر میں لڑکیوں کا پہلا اسکول قائم کیا(۶)۔ اس کے بعد محمد علی کے پوتے اسماعیل نے ۱۸۷۳ء میں لڑکیوں کا پہلا سرکاری اسکول قائم کیا (۷) اور دیگر معاشرتی اصلاحات کیں۔ مصری عوام اب جدید تعلیم سے مانوس ہوچکے تھے لہذا ان اقدامات پر ان کی طرف سے کچھ زیادہ مخالفت نہ ہوئی۔ پروفیسر گب کہتے ہیں :۔

> Slowly, qrudgingly and at times unconciously the conservative opposition was forced to yield point by point, and each fresh advantage gained spurred the reformers to further efforts. It is significant that a movement for social reforms crystallized out, and tnat around this problem of women's freedom.(۸)

۱۹ ویں صدی کے نصف آخر میں یہ تحریک مصری مصلحین نے آگے بڑھائی۔ سید جمال الدین افغانی(۹) نے جو عالم اسلام کے اتحاد اور ان کی خوش حالی و ترقی کے بہت بڑے داعی تھے عورتوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دی۔ اور اس گروہ کی مخالفت کی جو اسلام پر عہد حاضر کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے کا الزام لگاتا تھا۔ انھوں نے تقریر و تحریر سے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ اسلام بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کا ساتھ دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے مسلمانوں کے جذبہ غیرت و خود داری کو بھی بیدار کیا اور کہا کہ وہ غیر ملکی استعمار کے پنجوں سے آزاد ہوں۔ سید جمال الدین کے بعد ان کے عظیم شاگرد محمد عبدہ(۱۰) نے ان کے اصلاحی پروگرام کو جاری رکھا اور مسلمانوں کو تحصیل علم کے لئے رغبت دلائی اور کہا کہ ان کی پستی اور اغیار کی بالادستی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم علم سے دستبردار ہوگئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر ہم ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتے۔ لہذا ضروری ہے کہ

عورتوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی جائے اور ان کے حقوق کا احترام کیا جائے وہ فرماتے ھیں : وظیفتهن الطبیعیة هی التربیة ولا التعلیم فیجب ان تکون التربیة هی المقصود لهن بالذات من المدارس و ان یکون التعلیم ممدا لها و مساعدا علیها(۱۱) ۔ محمد عبدہ کے بعد ان کے شاگرد رشیدرضا(۱۲) نے اپنی زبان و قلم کو اصلاح احوال کے لئے وقف کردیا ۔ سید رشید رضا نے عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا ۔ وہ کہتے ھیں ان التربیة والتعلیم متلازمان بمعنی ان الثانی لازم للاول لایتم الا به بل هو جزء منه(۱۳) . . . سید رشید رضا نے عورتوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی اور ان کی تعلیم و تدریس کا خاص اهتمام کیا تاکہ یہ طبقہ معاشرہ میں اپنا جائز مقام حاصل کر سکے ۔

رشید رضا کے بعد آزادی نسواں کی تحریک کی باگ ڈور محمد عبدہ کے مکتب فکر کے ایک انقلابی شخص قاسم امین(۱۴) کے ھاتھ میں آئی ۔ قاسم امین نے عورت کے حقوق کی بازیابی اور اس کی آزادی کے حصول کے لئے منظم تحریک کی بنیاد ڈالی جیسا کہ عبدالفتاح عبادہ کہتے ھیں : فلم تبزغ شمس النهضة النسائیة عندنا الا فی اواخر القرن الماضی ۔ فی ذلك الحین ادرکت المرأة المتعلمة کما ادرك الرجل ان لها حقوقا ضائعة وانه من الواجب ان تفتح لها ابواب التقدم(۱۵) ۔

فرانس کا فارغ التحصیل یہ شخص اسلامی اقدار اور روایات سے بیزار نظر آتا ھے وہ مصری عورت کو یورپی عورت کے رنگ میں رنگنا چاھتا ھے ۔ اس نے اپنے خیالات کا اظہار اپنی دو کتابوں ''تحریر المرأة،، اور ''المرأة الجدیدة،، میں کیا ھے اس نے اپنے موقف کی حمایت میں مصری رائے عامہ کو ھموار کیا ۔ ''تحریر المرأة،، میں اس نے چار مسائل، حجاب، زندگی کے جملہ معاملات میں عورت کی شرکت، تعدد ازواج اور طلاق پر طبع آزمائی کی ھے ۔ اور اپنے مسلک کو اسلام کا مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی ھے ۔

حجاب کے ضمن میں اس کا قول ہے کہ قرآن حکیم میں وارد حجاب کا حکم صرف ازواج مطہراتؓ کے لئے تھا(۱۶) ۔ اس کے خیال میں پردہ مسلمانوں نے دوسری اقوام کے اختلاط سے اختیار کیا تھا جسے بعد میں دین سمجھ لیا گیا ۔ (۱۷) وہ پردہ کو صحت کے لئے مضر کہتا ہے ۔ اسی طرح تعداد ازواج کا بھی مخالف ہے اور اس نے اس معاملے میں اعدائے دین کا سا موقف اختیار کیا ہے ۔ طلاق کے معاملے میں کہتا ہے کہ عورت کو بھی حق طلاق ملنا چاہئے ۔

''المرأة الجدیدة،، میں اس نے تمام مسلمات و عقائد کا انکار کر دیا خواہ وہ دین کے ذریعے انسان کو ملے ہوں یا کسی اور ذریعے سے ۔ اس نے علمی استدلال کی آڑ میں عورت کو اباحیت، دینی قیود سے آزادی اور معاشرہ کی تمام روایات و آداب کے خلاف بغاوت پر اکسایا اور دل کھول کر مغرب کی تقلید کی دعوت دی ۔ اس نے یہاں تک کہا کہ مسلمانوں کے انحطاط کا اصل سبب شرعی احکام کی پابندی کی وجہ سے ہے ۔ ماضی پر فخر کو ذلت و عبودیت اور بے چارگی سے تعبیر کرتا ہے ۔ کہتا ہے ان اعجابنا الشدید بالماضی ھو نتیجة لشعورنا بالضعف والعجز (۱۸) ۔ لہذا اس مرض کا علاج فوری طور پر ہونا چاہئے ھذا ھو الداء الذی یلزم ان نبادر الی علاجه و لیس له دواء الا اننا نربی أولادنا علی ان یتعرفوا شئون المدنیة الغربیة ویقفوا علی اصولها و فروعها و آثارها ۔(۱۹)

اس قسم کی کتابوں کے منظر عام پر آنے کے بعد علمی و دینی حلقوں میں ایک طوفان کھڑا ہوگیا ۔ اس کی مخالفت اور حمایت میں بے شمار مضامین اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں ۔ مؤیدین میں لطفی السید(۲۰) کا نام سر فہرست ہے ۔ لطفی السید نے قاسم امین کے خیالات کی تائید کی اور عورت کی بے باک آزادی کا پرچار کیا ۔ ابھی قاسم امین کی کتابوں کے بارے میں بحث جاری تھی کہ ملک حفنی ناصف(۲۱) نے حقوق نسواں کی حمایت میں تحریر و تقریر کا آغاز کر دیا ۔ اور قاسم امین کی تحریک کو آگے بڑھایا ۔ ان کے مضامین کے مجموعے

''النسائیات،، کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظریات میں قاسم کی طرح متشدد نہیں۔ انھوں نے عورت کی تعلیم و تربیت اور جائز آزادی کے لئے بڑا کام کیا لیکن وہ اپنے بعض نظریات میں بڑی معتدل رہیں(۲۲) - وہ حجاب کو(۲۳) پسند کرتی ہیں۔ آزادانہ اختلاط اور رقص و سرود کی محفلوں کے بھی حق میں نہیں(۲۴) - ۱۹۱۱ء میں ملک حفنی ناصف نے عورتوں کی طرف سے مجلس مقننہ میں دس مطالبات پیش کئے جس میں کہا گیا کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں نیز طلاق و نکاح کے قوانین میں بھی ضروری اصلاحات کی جائیں ۔ اگرچہ ان کی یہ تجاویز اس وقت مسترد کردی گئیں لیکن انہوں نے اس ضمن میں اپنی مساعی کو جاری رکھا اور ان تجاویز کو بعد میں آنے والوں نے بنیاد بنایا ۔ سلامہ موسی نے عورت کی آزادی کا نعرہ بلند کیا ۔ وہ مصری عورت کو یورپی عورت کی طرح نام نہاد آزادی کی نعمت سے مالامال دیکھنا چاھتا تھا ۔ وہ ایسی تعلیم کا حامی ہے جس میں دین کا عنصر شامل نہ ہو۔ کہتا ہے : ارید من التعلیم ان یکون تعلیما اوربیا لا سلطان للدین علیه ولا دخول له فیه(۲۵) ۔ قاسم امین کی طرح وہ بھی حجاب کا مخالف ہے کہتا ہے کہ حجاب سے آنے والی نسلوں پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ وہ کہتا ہے لم تنکب امة فی العالم مانکبنا به من حجاب المرأة. فقد تنزل حجاب بالمرأة من مستوی الانسان الی حضیض الحیوان أجل و حیوان المغاور الذی یعیش فی الظلام مع ذالك(۲۶) ۔

باحثة البادیه (ملك حفنی ناصف) کے بعد تحریک نسواں کی باگ ڈور ایک انقلابی عورت مادام هدی شعراوی (۲۷) کے هاتھ میں آئی ۔ اس کے والد اور شوهر حکومت کے اعلی مناصب پر فائز تھے جس کی وجه سے هر طبقے تک اسے رسائی هوئی ۔ مادام ۱۹۲۳ء میں جب روم میں خواتین کی عالمی کانگریس میں شرکت کے لئے گئی تو اس نے اور دوسری ساتھی خواتین نے نقاب کے استعمال کو ترک کردیا(۲۸) ۔

مصری خواتین کی کثیر تعداد نے اس کی پیروی کی۔ مصر میں اگرچہ پردہ ختم ہونے کے بارے میں بڑی دیر سے بحث چھڑی ہوئی تھی لیکن ان تجدد پسندوں کی کوششیں بار آور نہیں ہوتی تھیں۔ مادام کی اس جرأت سے عورتوں میں بے باکی آگئی اور رفتہ رفتہ پردہ ختم ہوتا گیا۔

ڈاکٹر منیر قاضی نے قاسم امین کی طرح آیات قرآنی کی تاویل کی۔ اس نے آیت یاایها النبی اذا جاءك المؤمنات یبایعنك(۲۹) سے استدلال کیا کہ عورت بھی مرد کی طرح سیاست میں حصہ لینے کی اہل ہے نیز مردوں کی طرح وہ بھی حاکم وقت کی بیعت کر سکتی ہے (۳۰)۔

عقیلہ احمد حسین اپنے مضمون میں پردہ، طلاق وغیرہ کے بارے میں اپنے پیشروؤں کی ہمنوا نظر آتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ حق طلاق مرد کو تفویض کرنا عورت پر ظلم اور زیادتی ہے۔ کہتی ہیں:- ان الحق المطلق للرجل فی ان یطلق امرأته هذا الحق الذی یبدو غیر عادل بالنسبة الی المرأة(۳۰) نیز وہ کہتی ہیں کہ آغاز اسلام میں پردہ کا رواج نہیں تھا یہ دوسری تہذیبوں کے اختلاط سے مسلمانوں میں آیا۔(۳۱) وہ کہتی ہیں کہ اب زمانے کے حالات بدل چکے ہیں لہذا پردہ باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں و لما ألغی الرق، وتغیرت قیم العالم، لم یعد للنقاب سبب للوجود(۳۲)۔ اہل فکر و علم نے عورتوں کی آزادی کا مقالات میں پرچار کیا اور پھر شعراء بھی اس میدان میں پیچھے نہ رہے۔ جمیل زہاوی نے سفور کی کھلم کھلا دعوت دی اور پردہ ختم کردینے پر اکسایا۔ کہتا ہے:

مزقی یا ابنة العراق الحجابا واسفری فالحیاة تبغی القلابا

رصافی بھی بے باکی اور بے حجابی میں زہاوی کے نقش قدم پر چلا ہے وہ کہتا ہے:

الم ترهم امسوا عبیداً لانهم علی الذل شبوا فی حجور اماء

لقد غمطوا حق النساء فشدوا علیهن فی حبس و طول ثواء (۳۴)

مصر میں آزادی نسواں کی تحریک آگے بڑھتی رہی ۔ عورت کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع مردوں کے برابر دئے گئے ۔ اسی طرح مردوں کی طرح ہر شعبہ حیات میں ان کے شانہ بشانہ چلنے کا بھی حق تسلیم کر لیا گیا ۔ عقیلہ کہتی ھیں : اصبحت الفتیات الآن یدرسن جنبا الی جنب مع الفتیان فی کل جامعة یدخل فی ذلك کلیات الهندسة والزراعة بعد ان کن ممنوعات من دخول الجامعة۔ آگے کہتی ھیں أما فی مصالحة الحکومة فان النساء ینا فسن الرجال منافسة ناجحة و قد استطعن ان یصلن الی اعلی المنا صب فی بعض ادارات و وزارتی المعارف العمومیة والشئون الاجتماعیة(۳۵)

۱۹۵۲ء کے انقلاب کے بعد مصر کا جو دستور مرتب ھوا اس میں بھی عورت کو مرد کے برابر حقوق دئے گئے ۔ میثاق میں ھے : أن المرأة لابد أن تساوی بالرجل ولابدأن تسقط بقایا الاغلال التی تعوق حرکتها الحرة، حتی تستطیع ان بعمق تشارك و ایجابیة فی صنع الحیاة(۳۶) ۔

اس وقت عورتوں کی بہت سی تنظیمیں مصر میں مصروف عمل ھیں ۔ آج کی مصری عورت بڑے بڑے مناصب پر متمکن ھے ۔ چند سال قبل قدیم دینی ادارہ الازھر میں بھی ایک خاتون مدرسہ کی تقرری عمل میں آئی ھے ۔(۳۷)

مصری معاشرہ میں اگر ان تجدد پسندوں کی آراء کو ایک طبقہ نے پسند اور قبول کیا تو دوسرے طبقہ نے اس نام نہاد آزادی کی مخالفت کی اور اسے دین اسلام اور عورت کی فطری صلاحیتوں کے خلاف ایک بغاوت قرار دیا ۔ اس طبقہ کے اھل علم حضرات نے قاسم امین اور ان کے متبعین کی آراء کی سخت مخالفت کی ۔ جریدة اللواء اور المؤید میں بے شمار مقالات ان کی مخالفت میں شائع ھوئے نیز ایسی مستقل کتب بھی تالیف ھوئیں جن میں عورت کے مقام اور اسلام نے اسے جو حقوق عطا کئے ھیں اس پر اظہار خیال کیا گیا اور دلائل سے بتایا گیا

کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔ ان اہل علم حضرات نے یہ بات واضح کردی کہ مرد و زن کی مساوات کا یہ نعرہ محض ڈھونگ اور عورت کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ یہ گروہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا تو قائل ہے لیکن مغربی تصور آزادی کو جوں کا توں قبول کرنے میں متامل نظر آتا ہے۔

مصطفی لطفی المنفلوطی(۳۸) عورت کی تعلیم و تربیت کے حامی ہیں لیکن وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ عورت حیاء و غیرت کے پردے کو تار تار کردے۔ کہتے ہیں أن تتخلع و تستهتر و تهیم علی رأسها فی مجتمعات الرجال واندیتهم و تمزق حجاب الصیانة(۳۹)۔ ان کی خواهش ہے ان یهتم الرجل برفعها الی مستواه لیستطیع ان یجد فیهاالصدیق الوفی والعشیر الکریم(۴۰)

مصر کے شعراء نے بھی متجددین کی بے باک آزادی کی دعوت کو دین و مذہب کے خلاف سازشی قرار دیا۔ شاعر نیل حافظ ابراهیم اور ملی شاعر شوقی تجدد پسند ہونے کے باوجود عورت کو کھلی آزادی دینے کے حق میں نہیں، شوقی کہتے ہیں :

بالرغم منی ما تعالج فی النحاس المقفل

حربی علیك هوی وما یحرز ثمینا یبخل(۴۱)

حافظ کہتے ہیں :

انا لا اقول دعوا النساء سوافراً　　بین الرجال یجلن فی الأسواق(۴۲)

عبد الحسین الازری رصافی کی بے پردگی کی دعوت کے جواب میں کہتے ہیں کہ عورت کے مصائب کا علاج سفور میں نہیں اور نہ ہی حجاب اس کی ترقی میں رکاوٹ ہے

نص الکتاب علی الحجاب ولم یبح　　المسلمین تبرج العذراء

ماقی الحجاب سوی الحیاء فهل من　　التهذیب ان یهتکن ستر حیاء(۴۳)

اسی طرح عبدالعلیم مصری بھی اپنے کلام میں یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ حجاب عورت کی ترقی میں رکاوٹ نہیں۔ اسی طرح شاعر محرم قاسم کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس بات کا کون ضامن ہے کہ اگر عورت پردہ ترک کر کے گھر سے نکل آئے تو یہ اقدام معاشرہ کے لئے مفید ہوگا وہ کہتے ہیں :

اغرك يا اسماء ما ظن قاسم اقيمي وراء الخدر فالمرء واهم

سلام على الاسلام في الشرق كله اذاما استبيحت في الخدور الكرائم(۴۴)

اسی طرح جواد الشیبی اور ولی الدین یکن عورت کی تعلیم و تربیت کے تو حامی ہیں لیکن حدود و قیود سے بے نیاز آزادی کے مخالف ہیں۔

طلعت حرب اپنی کتاب تربیۃ المرأۃ و الحجاب میں کہتے ہیں کہ ادیان عالم نے تمام معاملات میں مرد و عورت کی مساوات سے انکار کیا ہے

وہ کہتا ہے کہ بعض معاملات میں چند طبعی خصائص کی بنا پر مرد کو عورت پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ گو کہ قدرت نے دونوں کے دائرہ کار جدا اور فرائض مختلف مقرر کئے ہیں لیکن کسی کے فرائض دوسرے سے کمتر نہیں۔ وہ کہتے ہیں : ان للمرأة اعمالا غير مالرجل ليست باقل اهمية من اعماله ولا بالادنى منها فائدة وهى تستغرق معظم زمن المرأة ان لم تقل كله ـ الرجل يسعى ويكدو يشقى و يشتغل ليحصل على رزقه و رزق عياله وامرأته ترتب له بيته و تنظف له فرشه و تجهز له اكلاً و تربى له أولاداً و تلاحظ له خدمة و تحفظ عينه عن المحارم وهو يسكن اليها ـ(۴۵)

وہ کہتے ہیں کہ اپنی فطری ساخت کی بنا پر عورت مردوں کی طرح مشقت کا کام کرنے سے عاجز ہے لیکن اگر اسے بیرون خانہ ذمہ داریاں سونپ دی جائیں تو اس کے حقیقی فرائض متاثر ہوتے ہیں۔ مغرب میں طلاق کی شرح میں حیرت انگیز اضافہ کا ایک اہم سبب عورت کی آزادی ہے نیز وہ مغربی

معاشرہ کے فکری انحطاط کا ذکر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مغربی مفکرین اس صورت حال سے سخت پریشان ہیں جو عورتوں کو آزادی دے کر انہیں درپیش ہے۔

مشہور عالم دین فرید وجدی عورتوں کی تعلیم کے حامی ہیں۔ وہ اس بات کو بھی بنظر استحسان دیکھتے ہیں کہ مرد عورتوں سے علم سیکھیں۔ لیکن وہ مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط کے حق میں نہیں کہتے ہیں : أما مشارکتها للرجل فی أعماله الخارجية فان الفطرة المجردة والعلوم العصرية نفسها تنا فيها وترى فيها خطرا عظيما على المجتمع (۴۸)۔ آزادانہ اختلاط کے نتائج بتاتے ہوئے کہتے ہیں وکان من اثر هذا الاختلاط ذيوع عادات لاتتفق والحياة الصحالة كانت شراً مستطيراً على الزواج المشروع فكثرا لأخذان والخدينات و طمت العلاقات الخائنة بين الجنسين(۴۹)۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت کو آزادی دے کر اس کے بدلے میں جوہر عصمت کو چھین لیا گیا ہے اور اسے ایسے امور سونپے گئے جو حقیر و ذلیل ہیں۔ وأسندت اليها وظائف مبيدة لكرامتها النسوية فی المراقص والمقاهی و دور التمثيل و سنيما، وتستر الاباحيون وراء كلمة الفنون الجميلة فاحدثوا انقلابا خطيراً فی حياة المرأة ستجنی الانسانية شروره اجيالاطويلا(۵۰)۔

عبد الرحمن الجزیری عورت کی تعلیم و تربیت کے حق میں ہیں لیکن تبرج کے خلاف ہیں۔ ان کا قول ہے کہ کسی ملک کی ترقی زیب و زینت سے مشروط نہیں بلکہ ترقی کا مدار علم و عمل اور عمدہ اخلاق پر ہے۔ عورت پر چند پابندیاں خود عورت کے حق میں مفید ہیں، وہ کہتے ہیں فالدين الاسلامی لايريد تنقيص المرأة واهانتها وانما يريد رفعتها والبعد بها عن مصارع السوء و مطامع فاسدی الاخلاق من الرجال۔(۵۱)

وہ کہتے ہیں کہ بعض طبعی تقاضوں کی وجہ سے شریعت اسلامی نے

مرد کو ناظم اور قوام کا درجہ دیا ہے لیکن اس سے عورت کے مرتبہ میں کسی قسم کی تنقیص نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے حقوق متاثر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں و هذا لاینافی ما للنساء من حق ترقیة أنفسهن بتعلم العلوم و المعارف و علی الآباء ان یأذنوا لبناتهم فی تعلم العلم مع المحافظة علی العفاف والآداب ۔(۵۲)

یوسف الاجوی سورة ''والعصر،، کی تفسیر کرتے ہوئے معاشرہ میں سفور اور برائی کے عواقب و نتائج کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں وان شئت ایها القاری الکریم وجهة أخری فانظر مسألة السفور والفجور تجدها تدمی العیون و تذیب القلوب و قد وصلنا فیها الی حد الحیوانات بل أشدو أنکی ۔(۵۳)

ڈاکٹر مصطفی السباعی اپنی کتاب '' امرأة بین الفقه و القانون،، میں مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں عورت کے مقام کا ذکر کرنے کے بعد اسلام میں عورت کے مقام پر تفصیلی بحث کرتے ہیں ۔ وہ سفور اور آزادانہ اختلاط کے سخت مخالف ہیں ۔ اختلاط و سفور کی خرابیوں اور تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے مغربی مفکرین کے اقوال بھی اس کی تائید میں پیش کرتے ہیں ۔ وہ بتاتے ہیں کہ کل تک اہل مغرب اور مستشرقین اسلام کے تعدد ازواج، مرد کو طلاق کا حق وغیرہ دینے پر اعتراض کرتے تھے لیکن آج سلیم الفطرت ذہن اس میں مضمر حکمتوں اور خوبیوں کو سمجھ چکے ہیں اور وہ اپنے معاشرہ سے بیزار ہیں جہاں طلاقوں کی کثرت ہے ۔ مصطفی السباعی نے مغربی مفکرین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات ثابت کی ہے کہ مغربی تہذیب روبہ زوال ہے، اور آج کے پریشان انسان کو راحت و آسائش صرف اور صرف مذہب کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے ۔

مراجع

القرآن

مستقبل الثقافة فی مصر	طه حسین	مطبعة معارف مصر
الیوم و الغد	سلامه موسی	

اسلام اور تحریک تجدد مصر میں	ترجمه عبدالمجید سالک	مجلس ترقی ادب، لاہور
المرأة الجدیدة	قاسم امین	قاہرہ ١٩٣٦ء
تحریر المرأة	قاسم امین	قاہرہ ١٨٩٩ء
النسائیات	ملک حفنی ناصف	(باحثة البادیه)
تربیة المرأة و الحجاب	محمد طلعت حرب،	قاہرہ ١٨٩٩ء
النظرات	مصطفی لطفی منفلوطی	
الثقافة الاسلامیة	محمد خلف الله احمد	مصر، ١٩٥٥ء
مجلة الازہر	١٣٥٣ھ،١٣٥٤ھ	مصر
فی الادب الحدیث	عمر الدسوقی	بیروت.
الاتجاهات الأدبیة فی العالم العربی الحدیث	انیس مقدسی	بیروت ١٩٦٣ء

حواشی

(١) مستقل الثقافه فی مصر، ١٣

(٢) الیوم و الغد، ٩

(٣) فی الادب الحدیث، ٢٢

(٤) محمد علی جسے جدید مصر کا بانی کہا جاتا ہے ١٨٠٥ء سے ١٨٤٨ء تک مصر کا حکمران رہا۔

(٥) رفاعه م ١٨٧٣ھ اس وفد کا سرخیل تھا جو محمد علی نے فرانس حصول علم کے لئے بھیجا۔ فی الادب الحدیث، ٢٩ الاعلام ٣ : ٥٥

(٦) اسلام اور تحریک تجدد مصر میں، ٣٣٩۔

(٧) الادب العربی المعاصر، شوقی ضیف، ١٥

(٨) ایچ ۔ آر گب ویدھر اسلام ۔ ٦٣

(٩) سید جمال الدین افغانی م، ١٨٩٧ء زعماء الاصلاح، ٩٥

(١٠) محمد عبده م ١٩٠٥ء زعماء الاصلاح، ٢٨٠، الاعلام، ٧ : ١٣١

(١١) مجلة المنار ص ١٩٣ - ١٩٥ ١٣٢٠ھ تاریخ الاستاذ ٢ : ١٧٣

(۱۲) سید رشید رضا م ۱۹۳۵ء الاعلام، ۶ : ۳۶۱

(۱۳) رشید رضا الامام المجاهد، ۵۷

(۱۴) قاسم امین م ۱۹۰۸ء الاعلام، ۶ : ۱۹

(۱۵) الاتجاهات الادبیة، ص ۲۰۳

(۱۶) تحریر المرأة، ۷۹، ۸۰

(۱۷) تحریر المرأة، ۶۹

(۱۸) المرأة الجدیدة، ۱۸۳

(۱۹) المرأة الجدیدة، ۱۸۳

(۲۰) لطفی السید تجدد پسند سیاستدان، صحافی، مصری یونیورسٹی کے پہلے ڈائرکٹر۔

(۲۱) ملک حفنی ناصف م ۱۹۱۸ء الاعلام، ۸ : ۲۱۷

(۲۲) النسائیات ص، ۸

(۲۳) النسائیات ص، ۲۳ - ۲۹

(۲۴) النسائیات، ۱۱۶

(۲۵) الیوم و الغد ص، ۷

(۲۶) الیوم و الغد، ۳۰

(۲۷) مادام هدی شعراوی م ۱۹۴۷ء الا علام، ۹ : ۰۔

(۲۸) الثقافة الاسلامیة، ۵۱۵

(۲۹) الممتحنة : ۱۲

(۳۰) الثقافة الاسلامیه، ۱۲۶

(۳۰) الثقافة الاسلامیه، ۵۱۹

(۳۱-۳۲) الثقافة الاسلامیه ۵۱۷، ۵۱۸

(۳۳) الثقافة الاسلامیه ۵۲۱

(۳۴) تاریخ رفائیل بطی، ۱ : ۷۷ - ۹۶

(۳۵) الثقافة الاسلامیه، ۵۲۱ زعماء الاصلاح، ۳۴۵ پر آزادی نسواں کے مختلف مراحل کا ذکر ہے ۔

(۳۶) المیثاق الوطنی ۸۷ طابع مصلحة الاستعلامات۔

(۳۷) پاکستان ٹائمز ۸ جولائی ۱۹۷۵ء

(۳۸) مصطفی لطفی منفلوطی م ۱۹۲۴ء انشاء و ادب کے امام ۔ الاعلام، ۸ : ۱۳۲،

(۳۹ - ۴۰) النظرات، ۲ : ۳۴ - ۳۷ ۳ : ۸۱

(۴۱) الاتجاهات الادبیه فی العالم العربی الحدیث ۲۶۳

(۴۲) الاتجاهات الادبیة، ۲۶۵

(۴۳) تاریخ رفائیل بطی ۲ : ۵۱ - ۵۶

(٣٤) ديوان محرم ٢ : ٦٣ - ٦٥
(٣٥) تربية المرأة و الحجاب، ١٤
(٣٦) تربية المرأة و الحجاب، ٥٩
(٣٧) تربية المرأة والحجاب، ١٠٥
(٣٨) مجلة الازهر المجلد السادس جز اول ص ٣٨٦ محرم ١٣٥٣ ﻫ
(٣٩) مجلة الازهر ٦ : ٣٨٤ محرم ١٣٥٣ﻫ
(٤٠) مجلة الازهر ٦ : ٣٨٩ محرم ١٣٥٣ﻫ
(٥١) مجلة الازهر ٩ : ٥٢١-١٣٥٤ﻫ
(٥٢) مجلة الازهر ٩ : ٥٢٠-١٣٥٤ﻫ
(٥٣) مجلة الازهر ٩ : ٥١٢-١٣٥٤ﻫ